درس فقہ

سفر میں نمازوں کا اکٹھے پڑھنا

ثناء اللہ عبدالرحیم

پہلا قول: اکثر صحابہ کرام، تابعین، مالکیہ، شافعیہ اور جمہور علماء کے نزدیک سفر میں دو نمازوں (ظہر و عصر اور مغرب و عشاء) کو ایک دوسرے کے وقت پر پڑھنا جائز ہے اور یہی امام احمد کا بھی ایک قول ہے۔ مالکیہ کے نزدیک عصر کو ظہر سے اور عشاء کو مغرب سے ملا کر پڑھنا صرف اس وقت جائز ہے۔ جبکہ ظہر یا مغرب کے وقت مسافر کسی جگہ ٹھہرا ہوا ہو، اور عصر یا عشاء کا وقت ہونے سے قبل کوچ کرنے کا ارادہ ہو، پھر اس وقت دوبارہ ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو عصر یا عشاء کا وقت ختم ہو جائے۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو عصر کو ظہر کے ساتھ اور عشاء کو مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھنا جائز نہیں۔ اور بعض علماء نے جمع کیلئے یہ قید لگائی ہے کہ مسافر کو جلدی ہو، اگر جلدی نہ ہو تو ہر نماز کو اصل وقت پر الگ الگ پڑھنا ضروری ہے۔

بعض نے یہ تفصیل پیش کی ہے کہ اگر مسافر پہلی نماز کے وقت سے دوسری نماز تک چل رہا ہو تو اس کے لئے جمع تاخیر افضل ہے۔ اگر پہلی نماز کے وقت کہیں اتر رہا ہو تو دوسری نماز کو پہلی نماز کے وقت میں پڑھنا (جمع تقدیم) افضل ہے۔ (المغنی ۲/ ۱۷۲، المجموع ۲/ ۳۷۳، نیل الاوطار ۳/ ۲۶۰-۲۶۱)

دوسرا قول: امام ابو حنیفہ، امام حسن بصری، ابراہیم نخعی، محمد بن حسن شیبانی اور ابو یوسف کے نزدیک دو نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھنا صرف اس صورت میں جائز ہے کہ پہلی نماز کو آخر وقت میں اور دوسری نماز کو اول وقت میں ملا کر پڑھی جائے۔ اس کو جمع صوری کہتے ہیں (یعنی دیکھنے میں جمع، حقیقت میں ہر نماز کو اپنے وقت میں پڑھنا) احناف جمع حقیقی کے بالکل قائل نہیں ہیں، سوائے حج کے موقع پر عرفات اور مزدلفہ میں (نیل الاوطار ۳/ ۲۶۰، ۲۶۱)

تیسرا قول: جمع تقدیم جائز نہیں، جمع تاخیر جائز ہے۔ یہ امام احمد کا ایک قول اور امام ابن حزم کا مختار مذہب ہے۔ (المغنی ۲/ ۱۷۲۔ نیل الاوطار ۳/ ۲۶۱)

۱۔ جمع تقدیم کے دلائل:

عن معاذ أن النبی صلی الله علیه وآله وسلم كان فی غزوة تبوك اذا ارتحل قبل زيغ الشمس اخر الظهر حتى يجمعها الى العصر يصليها واذا ارتحل بعد زيغ الشمس صلى الظهر

والعصر جميعا ثم سار وكان يفعل ذلك في المغرب والعشاء (سنن ابی داود حديث نمبر ١٢٢٠ جامع الترمذی ٢/٤٣٨ مسند احمد ٥/٢٤١ الدارقطنی ١/١٥١۔ السنن الكبرى للبيهقی ٣/١٦٣۔ وقال الترمذی حديث حسن غريب تفردبه قتيبة)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک میں جب زوال سے پہلے کوچ کرتے تو آپ ظہر کی نماز کو عصر تک تاخیر فرماتے پھر عصر کے وقت جمع پڑھ لیتے تھے۔ اگر زوال کے بعد کوچ کرتے تو ظہر اور عصر کو ساتھ پڑھ کر سفر شروع کرتے اور یہی عمل مغرب اور عشاء میں بھی کرتے تھے۔

وجہ استدلال: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر زوال ہونے کے بعد سفر کرتے تو عصر کو نماز ظہر کے وقت میں ملا کر پڑھتے تھے یہی جمع تقدیم کی صورت ہے۔

حدیث ہذا پر تنقید:-

بعض علماء نے اس حدیث پر تین تنقیدیں کی ہیں۔

١۔ اس حدیث کو صرف قتیبة نے روایت کی ہے اور یہ منفرد ہے۔

٢۔ قتیبة کو وہم ہوا ہے۔

٣۔ اس حدیث کا ایک راوی یزید بن ابی حبیب مدلس ہے۔ اس نے لفظ "عن" کیساتھ روایت کی ہے' لہذا یہ قابل حجت نہیں۔

جمع تقدیم کے قائلین نے ان اعتراضات کا جواب اس طرح دیا ہے:

١۔ قتیبة بن سعید ثقہ' اور ثبت راوی ہے اس کا تفرد قابل تنقید نہیں۔ جب ثقہ راوی کسی حدیث میں دوسرے اوثق کی مخالفت کئے بغیر ایک لفظ بڑھائے تو قابل حجت ہے۔ نیز قتیبہ بن سعید کی متابعت یزید بن خالد الرملی نے کی ہے امام ابو داؤد نے سنن میں یہ روایت کی ہے حدثنا يزيد بن خالد بن عبدالله الرملی حدثنا المفضل بن فضالة والليث بن سعد عن هشام بن سعيد عن ابی الزبير عن ابی الطفيل (سنن ابی داود حديث نمبر ١٢٢٠)

٢۔ قتیبة کو وہم ہونا بھی ثابت نہیں۔ اگر ہم منفرد ثقہ راوی پر وہم کا شبہ کرتے رہیں تو بہت سی احادیث قابل حجت نہیں ہوتیں۔ یہ محض گمان ہے اور گمان حق بات کیلئے کار آمد نہیں۔

٣۔ یزید بن ابی حبیب تدلیس کیساتھ مشہور نہیں۔ اس نے اپنے استاذ ابو الطفیل سے قطعا ملاقات کی ہے۔ کیونکہ یزید

بن ابی حبیب کی سن ولادت ۵۳ھ ہے ابو الطفیل کا سنہ وفات ۱۰۰ ہجری ہے اور یزید کا سنہ وفات ۱۲۸ھ ہے تو اس حساب سے ابو الطفیل کی وفات تک یزید بن ابی حبیب کی عمر ۴۷ سال تھی۔

حدیث ہذا کے متعلق علماء کے آراء:

۱۔ امام ترمذی نے "حسن غریب" کہا (یہ حسن لذاتہ ہے)

۲۔ امام ابن حبان نے "صحیح محفوظ" کہا۔

۳۔ امام ابن حزم نے منقطع کہا (یزید بن ابی حبیب مدلس ہونے کی وجہ سے) اس کا جواب دیا گیا۔

۴۔ امام ابن القیم نے کہا "اسناده صحيح وعلته واهية" اس کی سند صحیح ہے اور اس میں بیان کردہ علت غیر مؤثر اور ناقابل التفات ہے۔

۵۔ امام شوکانی نے کہا: احادیث جمع تقدیم میں سے بعض صحیح، بعض حسن اور بعض معلول ہیں۔

۶۔ امام البانی نے صحیح کہا۔

(جامع الترمذی ۲/ ۴۳۸، نیل الاوطار ۳/ ۲۶۲، زاد المعاد ۱/ ۱۸۷، اعلام الموقعین ۳/ ۲۵)

حدیث ہذا کے شواہد

۱۔ عن انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا ارتحل قبل أن تزيغ الشمس أخر الظهر الى وقت العصر ثم ينزل فيجمع بينهما واذا زاغت الشمس صلى الظهر ثم ركب (بخاری ۱/ ۱۸۱، ۲۔ مسلم ۲/ ۱۵۱، ابو داود ۱۲۱۸)

نسائی ۱/ ۹۸ بیهقی ۳/ ۱۶۳، احمد ۳/ ۲۴۷ سب نے عن عقيل عن ابن شهاب انه حدثه أنس بن مالك

اور اسی سند سے بیہقی نے اس لفظ کے ساتھ روایت کی ہے: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا کان فی سفر فزالت الشمس صلى الظهر والعصر جميعا ثم ارتحل۔

امام حاکم نے اپنی کتاب الاربعین میں ابو العباس محمد بن یعقوب عن محمد بن اسحاق الصغانی عن حسان بن عبداللہ عن المفضل بن فضالۃ عن عقیل عن ابن شہاب انہ حدثہ انس مالک بلفظ: صلی الظہر والعصر ثم رکب روایت کی ہے۔ نیز امام طبرانی نے اپنی سند سے انس تک اس لفظ کے ساتھ روایت کی ہے ان النبی صلى الله عليه وآله وسلم كان اذا كان في سفر فزاغت الشمس قبل ان يرتحل صلى الظهر والعصر جميعا وان ارتحل قبل ان تزيغ

الشمس جمع بینهما فی اول العصر وکان یفعل ذلك فی المغرب والعشاء اس سند میں محمد بن یعقوب ہے اور وہ صدوق کثیر الوھم ہے۔ (مجمع الزوائد ۴/ ۱۶۰) خلاصہ یہ ہوا کہ صحیحین کی روایت میں واذا زاغت الشمس صلی الظهر ثم رکب۔ یعنی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد کوچ فرماتے تو آپ ظہر پڑھ کر سوار ہوتے یعنی عصر کا ذکر نہیں اور اگر آپ زوال سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کو تاخیر کر کے عصر کے وقت میں ساتھ پڑھ لیتے۔

لیکن حضرت انس سے امام بیہقی نے اپنی کتاب السنن الکبری میں امام حاکم نے الاربعین میں امام طبرانی نے المعجم الاوسط میں اس لفظ کیساتھ روایت کی ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوال کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھ لیتے پھر آپ ﷺ سوار ہوتے۔

اور اسی حدیث کو امام ابن القیم نے علی شرط الشیخین کہا۔ اسی قول کو حافظ ابن حجر نے بھی تسلیم کر لیا۔ امام البانی نے صحیح کہا۔ امام البانی نے طبرانی کی روایت کے متعلق فرمایا: رجاله موثقون فهو اسناد جید فی الشواهد یعنی اس سند کے راویاں معتبر اور ثقات ہیں اور اس کی سند شواہد میں جید ہے۔ اور امام نووی نے بھی صحیح کہا ہے۔

(ارواء الغلیل ۳/ ۳۲' زاد المعاد ۱/ ۱۸۷' اعلام الموقعین ۳/ ۲۵ المجموع ۴/ ۳۷۲)

۲۔ عن ابن عباس قال الا احدثکم صلاة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی السفر قال قلنا بلی قال کان اذا زاغت الشمس فی منزله جمع بین الظهر والعصر قبل ان یرکب واذا لم تزغ له فی منزله سار حتی اذا حانت العصر نزل فجمع بین الظهر والعصر واذا حانت المغرب فی منزله جمع بینها وبین العشاء واذالم تحن فی منزله رکب حتی اذا حانت العشاء نزل فجمع بینهما۔ (الشافعی فی المسند ۱/۱۱۶' احمد فی المسند ۱/۳۶۷' سنن الدارقطنی ۱/۱۳۹' سنن البیهقی ۳/۱۶۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباس نے فرمایا: کیا میں تمہیں نماز نبوی کے متعلق بیان نہ کروں؟ ہم نے کہا ضرور فرمائیں۔ فرمایا "اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی منزل (گھر) پر سورج ڈھل جاتا تو آپ سوار ہونے سے قبل ظہر اور عصر کو اکٹھا کر کے (ظہر کے اول وقت پر) پڑھ لیتے اور اگر گھر پر سورج ڈھل نہ جاتا تو آپ کوچ کرتے اور جب عصر کا وقت ہو جاتا تو اتر کر ظہر اور عصر کو جمع کر لیتے اسی طرح اگر گھر پر مغرب کا وقت ہو جائے تو مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے اور اگر گھر پر مغرب کا وقت نہ ہوتا تو آپ روانہ ہوتے اور جب عشاء کا وقت آجاتا تو اتر کر مغرب و عشاء کو جمع کر لیتے۔

وجہ استدلال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے وقت عصر کو اور مغرب کے وقت عشاء کو اس صورت میں پڑھ لیا کہ گھر پر زوال ہو جائے یا مغرب کا وقت ہو جائے پھر آپ کوچ کر لیتے تھے۔ یہ جمع تقدیم ہے اور اگر گھر پر زوال یا مغرب کا وقت نہ ہو جائے تو ظہر کو عصر کے وقت اور مغرب کو عشاء کے وقت پڑھ لیتے تھے اور یہ جمع تاخیر ہے۔ مذکورہ حدیث میں حسین بن عبداللہ ہے اس کو ضعیف کہا گیا ہے امام ابن العربی نے صحیح کہا۔ امام البانی نے دوسرے متابعات و شواہد کی بنا پر اس حدیث کو بھی صحیح کہا اور اسی کو قتیبہ کے عدم وہم اور اس کی حدیث صحیح ہونے کی علامت ٹھہرائی۔ (ارواء الغلیل ۳ ۳۲)

۳۔ نیز مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ:

ثم اذن ثم اقام فصلى الظهر ثم أقام فصلى العصر ولم يصل بينهما شيئا وكان ذلك بعدالزوال:

پھر اذان دی پھر اقامت پڑھی پھر ظہر پڑھ لیا پھر اقامت کی پھر عصر کو پڑھ لیا اور یہ زوال کے بعد تھا۔ اسی حدیث کو امام شوکانی نے جمع تقدیم کیلئے ایک مضبوط شاہد ٹھہرایا۔ اگرچہ یہ عرفہ میں تھا (نیل الاوطار ۳ ۲۶۳)

مذکورہ بیانات سے علم یقین کیساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسافر کیلئے جمع تقدیم بھی ثابت ہے۔ بعض دوسری کتب حدیث میں مسلم کی روایت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے "فصلى الظهر والعصر ثم ركب" یعنی زوال گھر پر ہو جائے تو آپ ظہر اور عصر دونوں کو پڑھ کر پھر سفر شروع کرتے' اگرچہ مسلم کی روایت میں عصر کا ذکر نہیں ہے۔ اور ان روایتوں میں یہ بھی تطبیق دیا جا سکتا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ عصر کے وقت کہیں رکنے یا اترنے کا ہوتا تو ظہر پڑھ کر عصر کو اپنے وقت کیلئے چھوڑ دیتے اگر اترنے کا ارادہ نہ ہوتا تو ظہر کے وقت عصر کو پڑھ لیتے تھے۔

نیز جمع تقدیم کی اصل صورت عرفہ میں صحیح سند کے ساتھ ملتی ہے تو جب آپ نے عرفہ میں ظہر کے وقت پر عصر پڑھ لیا اور مزدلفہ میں مغرب کو تاخیر کر کے عشاء کے وقت پڑھ لیا تو کسی کو یہ اعتراض نہیں ہونا چاہئے کہ یہ مناسک حج کی وجہ سے تھا بلکہ یہ اسلام کی سہولتیں اور رخصتیں ہیں جن کو اپنانا بھی سنت ہے بجائے اس کے کہ ہم ان واقعات میں مشقتیں اور علل و اسباب ڈھونڈتے رہیں۔ نیز حج بھی سفر ہے حاجی جس طرح مناسک حج میں مشغول رہتا ہے اسی طرح مسافر بھی مشغول رہتا ہے۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ واما اذا ارتحل بعد الزوال فقد روى انه صلى الله عليه وسلم كان

يصلى الظهر والعصر جميعا كما جمع بينهما بعرفة وهذا معروف في السنن وهذا اذا كان لا ينزل الى وقت المغرب۔ (مجموع فتاویٰ ۴/ ۷۲) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ جب زوال کے بعد سفر شروع کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر وعصر کو پڑھ لیتے جیسا کہ آپ نے عرفہ میں جمع کیا اور یہ سنن کی کتابوں میں مشہور ہے اور یہ اس صورت میں ہوگا کہ مسافر مغرب تک کہیں نہ اتر جائے۔

آگے فرمایا جمع بین الصلاتین میں امام احمد کا مذہب زیادہ وسیع اور مناسب ہے چونکہ امام احمد نے یہ صراحت کی ہے کہ دو نمازوں کا جمع کرنا حرج، شغل وغیرہ صورتوں میں جائز ہے۔ (مجموع الفتاویٰ ۴/ ۲۸)

جمع تاخیر کے دلائل۔ بعض دلائل ضمناً جمع تقدیم میں گزر چکے ہیں۔

۱۔ عن انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا ارتحل قبل ان تزيغ الشمس أخرالظهر الى وقت العصر ثم ينزل فيجمع بينهما واذا زاغت الشمس صلى الظهر ثم ركب۔ (بخاری ۱/ ۱۸۲، مسلم ۲/ ۱۵۱، ابوداؤد ۱۲۱۸، نسائی ۱/ ۹۸)

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب زوال سے پہلے سفر کا آغاز فرماتے تو آپ ظہر کو عصر کے وقت تک تاخیر کر کے عصر کے وقت اتر کر جمع کر کے پڑھ لیتے اور اگر زوال کے بعد سفر شروع کرتے تو آپ ظہر پڑھ کر سوار ہوتے، (شاید عصر کیلئے کہیں اترنے کا ارادہ ہوگا) یا دونوں طریقے بیان جواز کیلئے کرتے تھے)

وجہ استدلال: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زوال سے قبل سفر شروع کرنا ہوتا تو آپ ظہر کو عصر تک تاخیر کر کے عصر کے وقت جمع کر کے پڑھ لیتے تھے۔ یہی جمع تاخیر ہے۔

۲۔ وعن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم انه اذا عجل عليه السفر يؤخر الظهر الى وقت العصر ويؤخر المغرب حتى يجمع بينها وبين العشاء حين يغيب الشفق۔ (مسلم ۲/ ۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲)

حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سفر میں جلدی ہو تو آپ ظہر کو عصر کے وقت تک اور مغرب کو عشاء کے وقت یعنی شفق غائب ہونے تک تاخیر کر کے جمع پڑھ لیتے تھے۔

۳۔ وعن انس: قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا اراد ان يجمع بين الصلاتين في السفر أخر الظهر حتى يدخل اول وقت العصر ثم يجمع بينهما "مسلم ۲/ ۱۵۲) حضرت انس فرماتے

ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا چاہتے تو آپ ظہر کو اول وقت عصر تک تاخیر کرتے پھر عصر و ظہر دونوں کو جمع کر کے پڑھ لیتے۔

۴۔ عن نافع ان ابن عمر کان اذا جد به السیر جمع بین المغرب والعشاء بعد ان یغیب الشفق ویقول:ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا جدبه السیر جمع بین المغرب والعشاء۔(مسلم ۲ ۱۵۲،۱۵۳)

حضرت نافع مولی ابن عمر سے روایت ہے کہ ابن عمر کو سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب و عشاء کو شفق غائب ہونے پر جمع کر کے پڑھ لیتے اور کہا کرتے تھے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں جلدی ہوتا تو آپ مغرب و عشاء کو جمع کر کے پڑھ لیتے تھے۔''

نیز مزدلفہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کو تاخیر کر کے عشاء کے وقت پر جمع کر کے پڑھ لیا۔ یہ تمام احادیث جمع تاخیر کے ثبوت میں بالکل واضح ہیں۔ اور جن فقہانے صرف جمع تاخیر کو جائز کہا ان کے دلائل بھی یہی ہیں انہوں نے جمع تقدیم کی احادیث پر تنقید کی ہے۔ جس کا جواب بھی گزر گیا۔

احناف کے دلائل اور ان پر رد۔

۱۔ قولہ تعالیٰ ﴿ان الصلاة کانت علی المؤمنین کتابا **موقوتا**﴾(النساء ۱۰۳) بے شک نماز مؤمنوں پر وقت مقررہ کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔

۲۔ حضرت جبرئیل نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی تو ہر ایک کیلئے وقت متعین کیا گیا لہذا ہر نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا واجب ہے۔

۳۔ حدیث نبوی: "لیس فی النوم تفریط انما التفریط علی من لم یصل الصلاة حتی یجئ وقت الأخری"(مسلم ۵ ۱۸۶۔۱۸۷مع شرح النووی)

''نیند کی حالت میں نماز رہ جائے تو اس میں کوئی کوتاہی نہیں بلکہ کوتاہی اس پر ہے جس نے نماز وقت پر نہیں پڑھی یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت ہو جائے۔''

۴۔ عن ابن مسعود "مارأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی صلاة بغیر میقاتها الاصلاتین جمع بین المغرب والعشاء وصلی الفجر قبل میقاتها"(بخاری ۳ ۲۱۹ مع الفتح، مسلم ۹ ۳۶ مع شرح النووی)

عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بھی نماز اپنے وقت کے بغیر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے دو نمازوں کے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب و عشاء کو جمع کر کے پڑھی اور صبح کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھ لی (یعنی عادت کے وقت سے تھوڑا پہلے)

۵۔ وعن ابن عمر "ماجمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين المغرب والعشاء قط فى السفر الا مرة" (ابو داؤد ۲ ۱۳ امع معالم السنن)

عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی سفر میں مغرب اور عشاء کو جمع کر کے نہیں پڑھی سوائے ایک دفعہ کے اور ابن عمر و ابن مسعود کی احادیث میں جمع کا جو ذکر ہے وہ بھی مزدلفہ اور عرفہ میں تھا۔

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرفہ اور منی میں جو دو دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھ لیا۔ وہ مناسک حج کا ایک حصہ تھا' سفر یا کسی اور عذر کی وجہ سے نہ تھا۔

مذہب ہذا پر رد

جمع کے قائلین نے احناف کے دلائل کا یہ جواب دیا:

۱۔ انکا حدیث مواقیت (امامت جبریل) سے استدلال لینا درست نہیں چونکہ حدیث مواقیت سفر اور حضر دونوں میں عام ہے لیکن جمع والی احادیث سفر کیساتھ خاص' اصول فقہ کے قاعدے کے مطابق سنت سنت کی تخصیص کر سکتی ہے۔

۲۔ "ليس فى النوم تفريط" حدیث سے بھی استدلال صحیح نہیں چونکہ یہ بھی عام ہے' جمع والی احادیث خاص ہیں۔

۳۔ ابن مسعود کی حدیث سے بھی استدلال درست نہیں' یہ ان کے اپنے علم کے مطابق ہے۔ دوسرے صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جمع کرتے دیکھا تو اثبات والی احادیث نفی پر مقدم ہیں۔ ابن مسعود کی نفی سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے صحابہ کرام نے بھی نہ دیکھا ہو۔

۴۔ ابن عمر کی حدیث سے بھی استدلال درست اور قابل حجت نہیں چونکہ ابن عمر سے جمع والی احادیث صحیحین میں مروی ہیں۔ نیز امام ابو داؤد نے ابن عمر والی حدیث کو موقوف کہا ہے (المجموع ۴ ۳۷۳)

۵۔ ان کا یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ و عرفات میں جو نمازیں جمع کر کے پڑھیں وہ صرف مناسک حج

میں سے تھا درست نہیں۔

چونکہ یہ شریعت اسلامیہ کی طرف سے رخصت ہے اور اس رخصت کے لیئے اپنی طرف سے اسباب و علل ڈھونڈتے رہنا درست نہیں۔ یہ اکثر رخصتوں پر شک و حرج پیدا کرنے کا سبب ہوتا ہے۔ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے باقی سفروں میں جن نمازوں کو جمع کر کے پڑھ لیئے ہیں' ان میں صرف سفر ہی تھا۔ لہذا حاجی بھی مسافر کے زمرے میں شامل ہیں اور جس طرح حاجی اپنے مناسک میں مصروف و مشغول رہتے ہیں' اسی طرح دوسرے مسافر بھی سفر میں مشغول رہتے ہیں۔

لہذا راجح مسلک یہی ہے کہ مسافر دوران سفر حسب حالت و ضرورت دو نمازوں کو جمع کر سکتے ہیں' خواہ جمع تقدیم کی صورت ہو یا جمع تاخیر۔

واذا زاغت الشمس صلى الظهر ثم ركب (متفق عليه) اور احناف کے مذکورہ بالا دلائل سے یہ تاثر ملتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سفر میں جمع بین الصلاتین خاص طور پر جمع تقدیم کی رخصت پر ہمیشہ عمل نہیں فرماتے تھے۔

لہذا اتباع سنت کی توفیق سے سرفراز مؤمنوں کے لئے زیادہ مناسب یہ ہے کہ سفر میں بھی حتی الوسع پابندی وقت کی کوشش فرمائیں۔ ہاں ضرورت کے مواقع پر بلا کراہت عظیم شریعت اسلامیہ کی عطا کردہ اس رخصت پر عمل پیرا ہوں۔ والله اعلم (ادارہ)